یحیٰ بن آدم قال: اخذتُ نُسخة کتاب رسول الله ﷺ لاهل نجران من
کتاب رجل عن الحسن بن صالح وهی بسم الله الرّحمٰن الرّحیم هٰذا
ماکتب النبی رسول الله محمد للنّجران (۷)

ابن سعد نے ستّر سے زائد وفود کا تذکرہ کیا ہے، جو اپنے قبائل کے نمائندے اور ترجمان کی حیثیت سے خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئے۔ ان کے ارکان کی تعداد بعض دفعہ چار سو یا اس سے زائد ہوتی تھی۔ قبائل اپنے وفود کی روانگی کے لیے بڑا اہتمام کرتے تھے، شیوخ و سردار، اعیان و اشراف، شعرا و خطبا اور صاحبِ حیثیت افراد کا انتخاب ہوتا تھا، ان سب کے نام لکھے جاتے تھے، ارکان وفد اپنے قبائلی اور روایتی لباس و ہیئت میں سج دھج کے ساتھ مدینۂ منورہ حاضر ہوتے تھے، واپسی پر ارکانِ وفد کو گراں قدر عطیات سے نوازا جاتا تھا اور بنیادی امور کے لیے تحریریں دی جاتی تھیں۔ یہ تحریریں رسول اکرم ﷺ کے مکاتیب، وثیقہ جات کی حیثیت رکھتی تھیں، جنہیں یہ قبائل بڑے اہتمام سے محفوظ رکھتے تھے۔ (۸)

رسول اکرم ﷺ کے مکاتیب اور وثیقہ جات کی اہمیت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف مسلمانوں کے تحفظ کے لیے بلکہ عالم گیر اور ہمہ گیر امن کی خاطر ایسے معاہدات کئے جن میں ہر شخص کو رائے اور ضمیر کی مکمل آزادی کے ساتھ ساتھ فیصلہ کرنے کا موقع دیا گیا۔ اس طرح سیرتِ مقدسہ کا یہ پہلو جو بین الاقوامی حیثیت رکھتا ہے، نمایاں ہو کر سامنے آیا۔ مکتوباتِ نبوی میں تمام ایسے سیاسی اور معاشرتی معاہدے شامل ہیں جن کے ذریعے مدینۂ منورہ ایک ایسے متحد مرکز میں تبدیل ہو گیا، جو چند سال کی مختصر ترین مدت میں نہ صرف دینی و روحانی بلکہ سیاسی اور معاشرتی حیثیت سے بھی دنیا کا سب سے بڑا اصدر مقام بن گیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکاتیب اور سیاسی وثیقہ جات میں ''میثاق مدینہ'' کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ نے اپنی کتاب "The First Written Constitution in the World" میں تحقیق اور دلائل سے ثابت کیا ہے کہ ''میثاقِ مدینہ'' جس کے لیے مکاتیبِ نبوی ﷺ اور عہدِ نبوی ﷺ کے ''سیاسی وثائق'' میں کتاب اور ''صحیفہ'' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور ہے۔ (۹)

ڈاکٹر محمد حمید اللہ لکھتے ہیں:

یہ معاہدہ اس عہد کی قانونی عبارت اور دستاویز نویسی کا ایک مکمل نمونہ ہے، اس کی اہمیت

مسلم مورخوں سے کہیں زیادہ مغربی مفکرین نے محسوس کی۔ ولہاوزن، ولیم میور، گریملے، اسپرنگر، وینسنگ، کائتانی، پول وغیرہ کے علاوہ ایک جرمن محقق رانکے (Ranke) نے مختصر تاریخ عالم لکھتے ہوئے بھی عہدِ نبوی کی اس دستاویز کا ذکر کرنا ضروری خیال کیا ہے۔(۱۰)

اس تحریری معاہدے کے ذریعے بہ قول ولیم میور آپ ﷺ نے ایک عظیم مدبر حکومت اور سیاست دان کی طرح مختلف الخیال، مختلف العقیدہ اور باہم منتشر لوگوں کو متحد کرنے کا کام بڑی مہارت سے انجام دیا۔ آپ ایک ایسی ریاست اور ایسے معاشرے کا آغاز کرنے میں کامیاب ہوگئے جو بین الاقوامیت کے اصول پر مبنی تھا۔(۱۱)

آپ کے یہ مکاتیب، سیاسی وثیقہ جات اور معاہدات امن وآزادی کا واضح اعلان ہیں۔ یہ غیر مسلم شہریوں کے حقوق کا بنیادی ماخذ اور سیاسی اصول کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بعد میں خلفائے اسلام نے غیر مسلم شہریوں کے لیے جو قانون بنائے، ان کی اصل بنیاد یہی معاہدات ہیں۔ عہدِ رسالت کا یہ ریکارڈ آنحضرت ﷺ کی سیرت، آپ کے اخلاق و عادات، اسلامی عقائد، عبادات وتعزیرات کے بے شمار مسائل، اسلامی تہذیب وتمدن کی خصوصیات، حکومتِ اسلامی کے سیاسی نظریات اور اسلامی تاریخ کے اہم ابواب کے لیے یہ خطوط بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتے ہیں۔(۱۲)

مکاتیبِ نبوی کی خصوصیات وامتیازات

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط اور مکتوبات میں طوالت بیان، عبارت آرائی، تکلف وتصنع اور لفظ وبیان کی نمائش کے بجائے سادگی، حقیقت پسندی، بے تکلفی اور اختصار کا طرز نمایاں ہے۔ ان میں پیغمبرانہ امانت وصداقت کے انتہائی عزم ویقین کے ساتھ حق کی دعوت ہے۔ اصول دین کی تبلیغ ہے۔ سیاسی اور معاشرتی معاہدوں میں جن سے عہدِ نبوی ﷺ کی سیاسی تاریخ واضح ہوتی ہے۔ مقبوضہ املاک کی بحالی کا وعدہ ہے۔ اسلام کے احکام ومصالح اور تشریعی مسائل وغیرہ امور کا ذکر ہے۔

آپ کے وثیقہ جات اور مکتوبات کے ایک ایک لفظ سے مخاطب کے لیے دردمندی اور خیر اندیشی کے دلی جذبات مترشح ہوتے ہیں۔ ان کا اندازِ بیان ''از دل خیزد، بر دل ریزد'' کی اپنی مثال آپ ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ زمانے کے انقلابات اور لیل ونہار کی ہزاروں گردشوں کے باوجود ان میں آج بھی وہی نورِ ہدایت اپنی پوری تابناکی اور رعنائی کے ساتھ جلوہ آرا ہے، جس نے چودہ سو سال پہلے دنیا میں ایک عظیم انقلاب برپا کیا۔(۱۳)

عہد نبوی ﷺ کے وثیقہ جات اور مکتوباتِ نبوی میں جن لوگوں سے خطاب کیا گیا ہے۔ وہ چار مشہور مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے تھے۔ مشرکینِ عرب، عیسائی، یہودی اور زرتشتی (مجوسی) بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک مکتوبِ گرامی اہل سندھ کی جانب بھی ارسال فرمایا تھا، جو نتیجہ خیز ثابت ہوا اور سندھ کے کچھ لوگ مشرف بہ اسلام ہو کر بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے۔

ہرقل (Herclius) اور مقوقس (Muqawqis) کے نام جو خطوط لکھے گئے، ان میں آپ کے اسم گرامی کے ساتھ عبداللہ (خدا کا بندہ) خصوصیت کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ اس میں مکتوب الیہم کے عقیدے کی نہایت لطیف پیرائے میں تردید کی گئی ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ کا رسول، اللہ کی مخلوق ہے، نہ کہ ''اس کا بیٹا'' جیسا کہ عیسائیوں میں حضرت مسیح علیہ السلام اور یہودیوں میں حضرت عزیر علیہ السلام کے متعلق عقیدہ پایا جاتا ہے۔ (۱۴)

شہنشاہِ فارس خسرو پرویز وغیرہ کے نام خط میں اللہ کی توحید پر خاص زور دیا گیا ہے، کیوں کہ فارس کے زرتشتیوں کے یہاں یزداں و اہرمن، یعنی خیر و شر کے دو خداؤں کا عقیدہ موجود تھا۔ اس لیے انہیں یہ بتانے کی ضرورت تھی کہ اللہ ایک ہے اور صرف وہی عبادت کے لائق ہے۔ پھر صاف لفظوں میں اسلام کے عالم گیر دین ہونے اور اقوام عالم کی جانب اپنے مبعوث ہونے کا اعلان کیا گیا ہے، تا کہ زرتشتیوں کو جو نبوت کے مفہوم سے نا آشنا تھے، یہ خیال نہ ہو کہ آپ صرف عربوں کی اصلاح کے لیے مامور ہوئے ہیں، اس کی تردید کر کے بتایا گیا ہے کہ آپ ﷺ تمام اقوام کے لیے اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔

بت پرست مشرکینِ عرب کے نام خطوط میں بھی اللہ کی توحید پر خاص زور دیا گیا ہے اور غیر اللہ کی عبادت سے روکا گیا ہے، جو اس زمانے کا عام رواج ہو چکا تھا۔

یہود کے نام نامۂ مبارک میں تورات کے حوالے سے اپنی نبوت پر استدلال کیا گیا ہے۔ تمام مکتوباتِ گرامی میں جو چیز قدرِ مشترک ہے، وہ توحید ربانی، اسلام کی دعوت اور دینی احکام و مسائل ہیں۔ (۱۵)

آپ کے وثائق اور مکاتیب گرامی عموماً حسب ذیل اجزائے ترکیبی پر مشتمل ہیں:

الف۔ شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ب۔ بہ حیثیت مرسل رسول اللہ ﷺ کا اسمِ گرامی مع ضروری صفات اور کوئی ایسا لفظ جس سے من جانب کا مفہوم ادا ہوتا ہو۔

ج۔ مکتوب الیہ کا نام مع لقب۔

د۔ امن و سلامتی کا مفہوم ادا کرنے والا فقرہ۔

ہ۔ نامۂ مبارک کا مضمون مختصر، پرزور اور شستہ الفاظ میں۔

و۔ آخر میں مہرِ نبوی۔ (۱۶)

وثائق اور مکتوباتِ نبوی کی جامعیت اور اثر انگیزی

مکتوباتِ نبوی میں لطافت ہے۔ انشا پردازی ہے، ایجاز و اختصار ہے۔ انس و محبت کی فضا ہے۔ ان میں عام انسانی جذبے کو متاثر کرنے کے جملہ عناصر موجود ہیں، جملے عموماً چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا دریا کو کوزے میں بند کر دیا گیا ہے۔ خطوط کے الفاظ نہایت معنیٰ خیز ہیں۔ یہ اس عظیم اور انقلاب آفریں شخصیت کی تحریریں ہیں، جس نے پوری دنیا کے فکر و تصور کے زاویے بدل دیے، جس نے عرب جیسی پس ماندہ قوم کو سارے جہاں کی قیادت بخش دی۔ اس نے ایک دین عطا کیا۔ ایک طرزِ حیات سکھایا، ایک نئی سیاست اور تہذیب دی۔ نیا نظام عدالت بخشا، ایک صحت مند حکمت اور سرگرم عمل دانش عنایت کی۔ ایسے ضوابط دیے جو پوری دنیا میں انسانوں کے ایک عظیم گروہ کا چودہ سو برس سے ہر مشکل اور تاریخ کے ہر نئے موڑ پر ساتھ دیتے رہے ہیں۔ ان خطوط میں تبلیغی جذبے کی آب یاری کا سامان بھی ہے اور تزکیۂ باطن اور اصلاح نفس کے لیے رہنمائی بھی موجود ہے۔ اس طرح یہ خطوط انفرادی اور اجتماعی دونوں لحاظ سے اپنے اندر بڑی اہمیت اور ہمہ گیر افادیت رکھتے ہیں اور نسل انسانی کے ہر فرد بشر کے لیے مشعلِ راہ اور شمع ہدایت ہیں۔ (۱۷)

عہدِ نبوی ﷺ کے وثیقہ جات اور مکتوبات گرامی کی علمی و ادبی اہمیت

علی بن حسین علی الاحمدی نے اپنی کتاب ''مکاتیب الرسول'' میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوباتِ گرامی کی علمی و ادبی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا کہ ان کی علمی و ادبی اہمیت مسلم ہے، اثر انگیزی نمایاں ہے، ان میں مطلوبہ مقاصد کی ترجمانی، جامعیت و ہمہ گیریت، علمی و ادبی اسلوب، اختصار و معنویت، کلام کی سادگی، پرتکلف جملوں سے گریز، غیر ضروری طوالت اور فلسفیانہ موشگافیوں سے دامن بچاتے ہوئے پیغام کی اثر انگیزی اور مقاصد و اہداف کے حصول کو بنیادی اہمیت دی گئی ہے (۱۸)

مولانا سیّد محبوب احمد رضوی عہدِ نبوی کے سیاسی وثیقہ جات اور مکاتیبِ نبوی کی علمی و ادبی اہمیت کے متعلق لکھتے ہیں:

> حضور اکرم ﷺ کے مکاتیب عام طور پر بہت مختصر ہوتے ہیں۔ ان میں لفظ و بیان کی نمائش کے بجائے سادگی اور حقیقت پسندی کا طرز نمایاں ہے۔ ان میں فلسفیانہ موشگافیوں اور

منطقی نکتہ آفرینیوں کے بجائے پیغامِ نبوی کی سادگی، دل نشینی اور خلوص کا نقش دل پر اثر کرتا جاتا ہے۔ آپ سادہ اور عام فہم انداز میں اپنی دعوت کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانا چاہتے تھے۔ دوسرے رہنماؤں کی طرح یہ جذبہ کارفرما نہ تھا کہ خطوط کے ذریعے اپنی سیادت وقیادت کے لیے زمین ہموار کی جائے اور اس طرح اپنی پرزور نگارش اور سحر بیانی کا مظاہرہ کرکے مرعوب بنایا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ مکاتیب نبوی میں حشو وزوائد کا کہیں دور دور تک گزر نہیں ہے، یہ مقدس تحریریں روح پرور بھی ہیں اور ایمان افروز بھی۔ یہ جہاں اپنی فصاحت وبلاغت کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہیں۔ دوسری جانب ان میں وہ گہرائی اور کشش بھی ہے، جو لکھنے والے کی صداقت پر دلالت کرتی ہے۔ یہ وثائق اور مکاتیب صدق وراستی کی ایک دنیا اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں۔ ان کے چند لفظوں میں جو کشش ہے، وہ ایک پورے دفتر میں نہیں مل سکتی۔ ان خطوط کے مطالعے سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ ساتویں صدی عیسوی کا اندازِ فکر کیا تھا؟ روح کی تشنگی اور دلوں کی بے داری کا کیا عالم تھا؟ کفر کی سیاہی اور شرک کی ظلمت کی کیا کیفیت تھی؟ اسلام جو اس وقت کا ایک بڑا انقلاب تھا، کیا پیغام لے کر آیا؟ اور اس پیغام کے جو اثرات ونتائج مرتب ہوئے، ان کی نوعیت کیا تھی؟ عہدِ نبوی کے انقلاب کو سمجھنے میں یہ مکتوباتِ گرامی بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ مکتوب الیہم جن میں عیسائی، یہودی، مجوسی اور مشرک، ہر طرح کے افراد شامل تھے۔ آپ نے انہیں کس طرح مخاطب فرمایا۔ ان سے کس حسنِ سلوک کے ساتھ پیش آئے؟ اور یہ کہ خود ان لوگوں پر کیا اثرات مرتب ہوئے؟ انہوں نے اسلام کا خیر مقدم کیا، یا اسے رد کردیا؟ یہ سب باتیں مکاتیبِ نبوی ﷺ سے معلوم ہوتی ہیں۔ (۱۹)

عہدِ رسالت میں وثیقہ جات اور مکاتیبِ نبوی تحریر کرنے والے صحابہ

عہدِ نبوی کے سیاسی وثیقہ جات اور رسول اکرم ﷺ کے مکتوباتِ گرامی کے حوالے سے یہ بات بھی اہم ہے کہ عہدِ نبوی کے انتظامی کارپردازوں میں کاتبینِ نبوی کو بڑی اہمیت حاصل تھی کہ وہ وحئ الٰہی جو قانونِ اسلامی کا اولین واہم ترین سرچشمہ ہے، کے علاوہ معاہدات وخطوط وفرامین کے لکھنے والے اور نبویؐ انتظامیہ کے سیکریٹری تھے۔ متعدد مورخین اور مصنفین کے یہاں ان کی تعداد مختلف ہے، تحقیق کے مطابق ان کی کم از کم تعداد پینتالیس تھی، امکان یہ ہے کہ ان کی تعداد اس سے کہیں زیادہ رہی ہوگی۔ اس کا ایک

بڑا سبب یہ ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کو جب ضرورت ہوتی تو آپ موجود لوگوں میں سے کسی سے بھی یہ خدمت لے لیتے، البتہ مخصوص اور اہم خدمات کے لیے مخصوص حضرات ہی متعین تھے، جیسا کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان امویؓ اور حضرت زبیر بن عوام اسدیؓ وغیرہ کی مثالوں سے معلوم ہوتا ہے۔(۲۰)

محمود شیت خطاب نے اپنی کتاب ''سفراء النبی'' میں رسول اکرم ﷺ کے مکاتیب گرامی اور سیاسی وثیقہ جات تحریر کرنے والے صحابہ کرامؓ کا تفصیلی تذکرہ کرتے ہوئے نام بہ نام ہر ایک کا مختصر تعارف کرایا ہے۔(۲۱)

سیاسی وثائق، خطوط و فرامین اور آپ ﷺ کے مکتوبات لکھنے والوں میں حضرت علی مرتضیٰ ہاشمیؓ، ابی ابن کعب خزرجیؓ، معاویہ امویؓ، خالد امویؓ، مغیرہ ثقفیؓ، علاء بن عقبہؓ، ارقم مخزومیؓ، ثابت خزرجیؓ، عثمان امویؓ، شرحبیل کندیؓ، جہیم بن صلت مطلبیؓ، علاء بن حضرمیؓ، عبداللہ بن زید انصاریؓ، عبداللہ بن ابی بکر تیمیؓ، محمد بن مسلمہ اوسیؓ، زبیر بن عوامؓ اسدیؓ، قضاعی بن عمروؓ، ابان امویؓ، یزید بن ابی سفیان امویؓ، ابوسفیان بن حرب امویؓ، عامر بن فہیرہ تیمیؓ، طلحہ بن عبیداللہ تیمیؓ، عبداللہ بن رواحہ خزرجیؓ، خالد بن ولید مخزومیؓ، حاطبؓ وحویطبؓ (فرزندان عمرو) عامریؓ، حذیفہ بن یمان غطفانی اوسیؓ، حصین بن نمیرؓ، ابو ایوب انصاریؓ، معیقب بن ابی فاطمہ دوسیؓ، عمرو بن عاص سہمیؓ، بریدہ بن حصیب اسلمیؓ، ابوسلمہ مخزومیؓ، عبدربہؓ، عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن سلول خزرجیؓ کے اسمائے گرامی مذکورہ بالا کاتبین وحی کے علاوہ بتائے جاتے ہیں۔ یہاں بھی اس امکان سے صرفِ نظر نہیں کیا جاسکتا کہ ان کے علاوہ متعدد دوسرے صحابۂ کرامؓ بھی اس طبقے میں شامل تھے۔(۲۲)

جب کہ مخصوص معاملات کے کاتبوں میں حضرت حصین بن نمیرؓ اور مغیرہ بن شعبہؓ شامل تھے، جو خفیہ امور سے متعلق دستاویزات تحریر کرتے تھے۔ جب کہ حضرت زبیر بن عوامؓ اور جہیم بن صلتؓ صدقات و محاصل کے کاتب تھے۔ حضرت حذیفہ بن یمانؓ اراضی کی پیداوار کے اور حضرت شرحبیل بن حسنہؓ بادشاہوں اور حکمرانوں کے نام فرامین رسالت کے کاتبؓ تھے۔ حضرت معاویہؓ اموی کا بعض مواقع پر خاص طور سے انتظار کیا گیا تھا۔ حضرت معیقب بن ابی فاطمہ دوسیؓ نہ صرف کاتبِ نبوی تھے، بلکہ صاحبِ خاتم نبوی ﷺ بھی تھے۔ ایک روایت کے مطابق یہی خدمت حضرت حنظلہ بن ربیع اسدیؓ بھی انجام دیتے تھے۔(۲۳)

ان کاتبوں کا تعلق سابقین، متوسطین اور متاخرین اسلام تینوں طبقات سے تھا۔ سترہ کے لگ بھگ سابقین اولینؓ میں بقیہ میں سے اکثر متاخرین میں شامل تھے۔ اکثر و بیشتر جوان طبقہ کے تھے، تقریباً اکتیس

حضرات کا تعلق وسطی قبائل قریش وانصار سے تھا، جب کہ بقیہ میں سے اکثر ان کے حلیفوں میں شامل تھے۔ ایک دو کے سوا جن کا تعلق مشرقی ومغربی قبائل ثقیف واسلم سے تھا، سب کے سب مکے کے مہاجر یا مدینے کے انصار اور باشندے تھے۔ ظاہر ہے کہ ان سب کی تقرری ان کے کاتب ہونے کی صلاحیت کے علاوہ ان کی دیانت وامانت اور اعلیٰ کردار کے سبب ہوئی تھی۔ (۲۴)

کاتبین نبوی کی مجموعی تعداد ۵۶ تک پہنچتی ہے، ان کاتبین نبوی ﷺ کو پانچ قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ وہ حضرات صحابہؓ جن سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قرآنی آیات اور خطوط لکھواتے تھے، ایسے حضرات ۳۴ ہیں۔ جنہیں کاتبین نبی کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

۲۔ کاتبین جامعین: یعنی وہ حضرات صحابہؓ جو بطورِ خود قرآن کریم کو کتابت وتحریر کے ذریعے ضبط اور جمع فرماتے تھے، ان کی تعداد چھ ہے۔

۳۔ کاتبینِ مصاحف: یعنی وہ حضرات جو مصاحفِ عثانی کی کتابت میں شریک رہے ہیں۔ یہ تین ہیں۔

۴۔ کاتبینِ حدیث: یعنی وہ حضرات جو وحی خفی اور احادیثِ نبوی ﷺ کی کتابت کا خاص طور پر اہتمام فرماتے تھے۔ یہ سات ہیں۔

۵۔ کاتبینِ محض: یعنی وہ حضرات جو طرزِ کتابت اور اسلوبِ تحریر سے بہ خوبی واقف تھے، ایسے حضرات چھ ہیں۔ اس طرح پانچوں اقسام پر مشتمل حضراتِ کاتبینِ صحابہؓ کی کل تعداد چھپن ہوجاتی ہے۔ (۲۵)

رسول اکرم ﷺ کے وثیقہ جات اور مکتوبات پر لکھی گئی کتب۔ کتابیاتی جائزہ

عہدِ نبوی، دورِ خلافتِ راشدہ، اموی اور عباسی عہد کے اوائل تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکاتیب، سیاسی وثیقہ جات اور عہد خلافت راشدہ کی سیاسی، دعوتی معاہداتی اور دیگر تحریروں کو شخصی اور ذاتی طور پر محفوظ کیا جاتا رہا۔ متعدد صحابۂ کرامؓ نے ان کی حفاظت کا تحریری اہتمام کیا اور یوں یہ سرمایہ عہد بہ عہد محفوظ ہوتا رہا۔ تا آں کہ اس کی باقاعدہ تدوین عمل میں آئی۔ رسول اکرم ﷺ اپنے عہد نامے، صلح نامے، قطائع نامے، دعوت نامے اور اس قسم کی دیگر تحریریں اور رسائل ان کاتبوں سے املا کراتے تھے، پھر ان کو سن کر توثیق وتصدیق فرماتے تھے، اس لیے یہ تحریریں وحی الٰہی کے بعد بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔ ان کے مستند اور معتبر ہونے میں کسی شک وشبہے کی گنجائش نہیں۔ (۲۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان مکاتیبِ گرامی اور وثائق پر مشتمل تحریروں کی اہمیت کا اندازہ

مشہور تابعی امام محمد بن سیرینؒ متوفی ۱۱۰ھ کے اس قول سے ہوتا ہے جس میں انہوں نے فرمایا لـو کُـنـتُ متخذًا کتاباً لاتخذتُ رسائل النّبی ﷺ (۲۷)

اگر میں احادیثِ نبوی کو کتاب میں لکھتا تو رسول اللہ ﷺ کے خطوط، مکاتیب اور رسائل کو ضرور لکھتا۔

ان مکاتیب کی ابتدا ہی سے اہمیت تسلیم کی گئی اور حتی المقدور تمام امکانی کوششوں کو بروئے کار لاتے ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکاتیب گرامی اور وثائق کو محفوظ کیا جاتا رہا۔ اس سلسلے میں مکاتیبِ نبویؐ کی باقاعدہ تدوین اور انہیں کتابی شکل میں جمع کرنے کا سہرا علامہ ابوالحسن علی بن محمد المدائنی المتوفی ۲۱۵ھ کے سر ہے، جنہوں نے عہدِ نبویؐ کے وثائق اور مکتوباتِ گرامی کو باقاعدہ تحریری شکل میں مدون کیا۔ ابن ندیم نے ''مکاتیب'' کے موضوع پر ان کی مندرجہ ذیل تصانیف کا ذکر کیا ہے:

۱۔ کتاب عهود النّبی ﷺ، ۲۔ کتاب رسائل النّبی ﷺ، ۳۔ کتاب صلح النّبی ﷺ، ۴۔ کتاب کتب النبی ﷺ، ۵۔ کتاب من کتب النّبی ﷺ، ۶۔ کتاب الخاتم والرسل (۲۸)

علامہ ابوالحسن علی بن المدائنی کی مذکورہ بالا تصانیف کے بعد وادی مہران، باب الاسلام سندھ کے نامور محدث، ابوجعفر محمد بن ابراہیم الدیبلی المتوفی ۳۲۲ھ کو یہ شرف اور امتیاز حاصل ہے کہ ''مکاتیب'' کے موضوع پر دستیاب باقاعدہ کتابوں میں موصوف کی کتاب ''مکاتیب النبی ﷺ'' کو اولین کتاب کی حیثیت حاصل ہے۔

محدث ابوجعفر الدیبلیؒ نے اس جزء میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پچیس مکتوبات گرامی جمع کئے ہیں۔ تمام کے تمام مکاتیب حضرت عمرو بن حزمؓ سے مروی ہیں۔ یہ مکاتیب مختلف موضوعات سے متعلق ہیں۔ بعض ان میں جاگیر کے وثیقے ہیں۔ بعض امان نامے ہیں اور بعض دیگر احکام ہیں۔ ان میں ایک تفصیلی ہدایت نامہ بھی ہے جو آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرو بن حزمؓ کے لیے اس وقت تحریر کروایا تھا جب انہیں یمن کا حاکم مقرر کر کے بھیجا جا رہا تھا۔ (۲۹)

بعد ازاں ۷۷۹ ہجری میں محمد بن علی بن احمد بن حدیدۃ الانصاری نے ''المصباح المُضئ فی کتاب النّبی الامّی ورسله الیٰ ملوك الارض من عربی وعجمی'' کے عنوان سے کتاب تصنیف کی۔ (۳۰)

یہ کتاب دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن سے ۱۳۹۷ھ میں شائع ہو چکی ہے۔ اس کتاب کو انہوں نے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے، پہلے حصے میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبین اور سفرا کا تذکرہ

ہے اور دوسرا حصہ مکاتیب پر مشتمل ہے، اس میں بیشتر مکاتیب وہ ہیں جو رسول اکرم ﷺ نے مختلف فرماں روایانِ مملکت کو ارسال فرمائے تھے۔ (۳۱)

اس کے بعد محمد بن طولون الصالحی الدمشقی المتوفی ۹۵۳ھ کی کتاب ''اعلام السائلین عن کتب سیّد المرسلین'' کا پتا چلتا ہے۔ صلاح الدین المنجد کے مطابق یہ کتاب ۱۳۴۸ھ میں مطبعۃ القدسی دمشق سے شائع ہوچکی ہے۔ (۳۲)

حافظ شمس الدین محمد بن عبدالرحمن سخاوی المتوفی ۹۰۲ھ نے متعلقہ موضوع پر عمارہ بن زیدؓ کی ایک کتاب کا ذکر کیا ہے جس کا عنوان ''مکاتبات النبی ﷺ للاشراف والملوک'' ہے۔ (۳۳)

بارہویں صدی ہجری میں محمد احمد الحمدی الحمصیؒ نے 'تحفة الظرفاء فی الجمع مافی الکلاعی من الرسائل النبویة و الصحابة و الخلفاء" کے نام سے اس موضوع پر کتاب مدون کی۔

علاوہ ازیں ابوالحجاج حافظ کی ''من رسائل النبیؐ'' قاہرہ سے، علی حسین علی احمدی کی کتاب ''مکاتیب الرسولؐ'' قم ایران سے ۱۳۷۹ھ اور بعد ازاں دارالمہاجر بیروت سے شائع ہوئی۔ صاحب زادہ عبدالمنعم خان کی ضخیم کتاب ''رسالتِ نبویہ'' عربی اور اردو تراجم کے ساتھ ۱۹۳۶ء میں دہلی سے شائع ہوئی۔ جب کہ اردو زبان میں اس موضوع پر مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی کی کتاب ''مکتوباتِ سید المرسلین'' ابتدا میں دہلی سے، بعد ازاں مختلف اشاعتی اداروں اور حال ہی میں لاہور کے اشاعتی ادارے مشتاق بک کارنر سے ۲۰۰۴ء میں دو سو تینتالیس صفحات پر شائع ہوئی ہے، مذکورہ کتاب کا دیباچہ مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ نے تحریر کیا ہے۔ یہ کتاب تین حصوں میں منقسم ہے، پہلا حصہ اصول تبلیغ پر مشتمل ہے، دوسرا حصہ فرامین سید المرسلینؐ کے عنوان سے معنون ہے، جب کہ تیسرا حصہ نتائج وعبر کے نام سے موسوم ہے۔

اردو ہی میں متعلقہ موضوع پر مولانا سیّد محبوب رضوی کی کتاب ''مکتوباتِ نبوی'' پاک و ہند کے مختلف اشاعتی اداروں سے بارہا شائع ہوچکی ہے، کتاب مذکور کا تازہ ترین ایڈیشن گوہر پبلی کیشنز لاہور سے شائع ہوا ہے۔ اس کتاب میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تبلیغی خطوط، بین الاقوامی سیاسی معاہدات، تشریعی قوانین اور آبادکاری کے احکام وغیرہ سے متعلق مکتوباتِ نبوی کو جمع کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ اردو ہی میں حیدرآباد دکن سے محمد عبدالجلیل کی کتاب فرمانِ نبوت ﷺ کے عنوان سے عرصہ ہوا شائع ہوچکی ہے۔ عبدالرضا علی کی ''مجموعۃ رسائل النبی ﷺ'' نجف عراق سے ۱۹۶۴ء میں عون الشریف قاسمی کی ''دبلوماسیۃ محمد'' خرطوم سوڈان سے بغیر سن اور تاریخ کے ذکر کے طباعت سے آراستہ ہوئی (۳۵)

مجموعۃ الوثائق السّیاسیۃ للعہد النّبوی والخلافۃ الراشدہ

جبکہ ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کی گراں قدر مشہور ومتداول علمی اور تحقیقی کاوش ''مجموعۃ الوثائق السّیاسیۃ للعہد النّبوی و الخلافۃ الرّاشدہ'' پہلے پہل لجنۃ التالیف والترجمۃ والنشر قاہرہ مصر سے ۱۹۴۱ء میں شائع ہوئی۔ علمی حلقوں میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی اس کتاب کو بے پناہ پذیرائی حاصل ہوئی اور بلاشبہ متعلقہ موضوع پر اسے ایک اہم اور بنیادی ماخذ کی حیثیت حاصل ہے۔ یہ کتاب ڈاکٹر صاحب کی تصانیف میں سب سے اہم اور علمی و تحقیقی شاہکار ہے، عالمِ عرب میں انتہائی مقبول ہے۔ اس کے متعدد ایڈیشن مصر اور بیروت سے شائع ہو چکے ہیں۔ ''الوثائق السّیاسیۃ'' دنیا بھر کے علمی حلقوں میں حوالے (Reference) کی کتاب مانی جاتی ہے، اگر چہ اس موضوع پر ہندوستان اور عالمِ عرب میں متعدد اہلِ علم نے قلم اٹھایا ہے، مگر ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی یہ کتاب اپنی جامعیت، حسن ترتیب اور تحقیقی معیار کے حوالے سے سب پر فائق اور ایک عظیم علمی دستاویز اور قیمتی اثاثہ ہے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ اس کی تالیف وتدوین کے متعلق لکھتے ہیں:

> اپنے مطالعاتِ سیرت کے سلسلے میں اس کی بھی کچھ خدمت کی سعادت حاصل ہوئی۔ ۱۳۶۰ھ میں ''مجموعۃ الوثائق السّیاسیۃ للعہد النّبوی والخلافۃ الرّاشدہ'' کے نام سے یہ کتاب مصر میں شائع کی ہے۔ اس میں عہد نبویؐ کے کوئی پونے تین سو مکتوباتِ گرامی یک جا ہوئے۔ پھر خلافتِ راشدہ کا کچھ ذخیرہ ہے، اس کتاب کی اشاعت کے بعد کوئی ڈیڑھ دو درجن مزید مکتوباتِ نبوی کا پتہ چلا ہے۔ (۳۶)

جب کہ اس عبارت سے متعلق حاشیے میں ڈاکٹر صاحب ''الوثائق السّیاسیۃ'' کے طبع دوم، طبع سوم اور پھر ترجمے کے متعلق وضاحتی نوٹ میں لکھتے ہیں:

> اس کتاب کی طباعتِ ثانی ۱۳۷۶ھ میں مصر میں ہوئی، جب کہ ۱۳۸۷ھ میں طبع ثالث ہوئی۔ (۳۷)

ڈاکٹر صاحب مزید رقم طراز ہیں: کئی درجن اور خطوط کا بھی پتہ چلا ہے۔ (۳۸) جب کہ ''الوثائق السّیاسیۃ'' کے اردو ترجمے کے متعلق ڈاکٹر صاحب کی رائے یہ ہے: ''اس کتاب کا اردو ترجمہ لاہور سے ''سیاسی وثیقہ جات'' کے نام سے مجھے مسودہ دکھائے بغیر طباعتِ اول کی اساس پر شائع کیا گیا ہے، بدقسمتی سے اس کی تمام خصوصیتیں (مآخذ، اشاریہ وغیرہ) حذف کردی گئی ہیں۔ ترجمے کی صحت کا بھی میں ذمے

دار نہیں ہوں۔'' (۳۹)

''الوثائق السیاسیۃ'' میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے خاص اسلوب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں:

> ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا ایک خاص انداز یہ تھا کہ وہ مسلسل اپنی تحقیق میں اضافہ کرتے رہتے تھے، اور اگر کہیں ایک لفظ کے بھی اضافے کی گنجائش انہیں معلوم ہوتی، تو اپنے خاص نسخے میں اضافہ کرلیتے تھے۔ چنانچہ میری معلومات کے مطابق ڈاکٹر صاحب کی زندگی میں ''الوثائق السیّاسیۃ اللعھد النبّوی والخلافۃ الرّاشدہ'' کی آٹھ اشاعتیں سامنے آئیں اور ہر ایڈیشن میں پہلے کے مقابلے میں اضافے اور مزید تفصیلات انہوں نے بیان کی ہیں۔ (۴۰)

تاحال اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اس کتاب کا ایک فرانسیسی ایڈیشن ۱۹۳۵ء میں شائع ہوا تھا۔ ہمارے پیش نظر لجنۃ التالیف والترجمۃ والنشر، مصر کا ۱۹۴۱ء کا شائع کردہ ایڈیشن ہے۔ (جو اس کتاب کا غالباً پہلا ایڈیشن ہے) بعد ازاں اسی ادارے سے ۱۹۵۶ء میں دوسرا اور ۱۹۶۹ء میں تیسرا ایڈیشن بیروت سے شائع ہوا۔ بعد ازاں بیروت ہی سے ۱۹۸۵ء میں نظر ثانی شدہ ایڈیشن شائع ہوا۔

یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک علمی اور تاریخی دستاویز ہے، جو بڑی عرق ریزی سے مدوّن کی گئی ہے۔ اس کتاب کے حصۂ اول میں رسول اللہ ﷺ کے مکتوباتِ گرامی، فرامین، معاہدات، دعوتِ اسلامی، عمال کی تقرری، اراضی وغیرہ کے عطیات، امان نامے، وصیت نامے، مکتوبات کے حاصل شدہ جوابات وغیرہ کی دستاویزیں جمع کی گئی ہیں، اور حصۂ دوم میں عہد خلافتِ راشدہ کی دستاویزوں کو جمع کیا گیا ہے، ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کی اس کتاب نے سیرتِ نبوی ﷺ اور اسلامی تاریخ میں معتبر ماخذ کا مقام حاصل کرلیا ہے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ لکھتے ہیں: ''ہجرتِ نبوی سے پہلے کا دور تمہید اور تجربے کا تھا......اس دور کی سیاستِ خارجہ میں عقبہ کی دو بیعتیں ہی اہم حیثیت کی حامل ہیں، ان بیعتوں سے مسلمانوں کے اہل یثرب سے تعلقات کا پتہ چلتا ہے، جن کے نتیجے میں مسلمانوں نے مکے سے مدینے ہجرت کی اور وہاں ایک ریاست کی بنیاد رکھی۔ اس ریاست کے دستور کو ''میثاق مدینہ'' کا نام دیا گیا، جو کہ وثائق و دستاویزات کی فہرست میں سب سے پہلے درج کیا گیا ہے۔ ''میثاق مدینہ'' کے تحت آپ ﷺ نے ایک وفاقی "Federation" حکومت قائم کی، جس میں یہود مدینہ کو بھی شامل کیا گیا، چنانچہ یہود سے متعلقہ دستاویزات وجود میں آئیں، جنہیں اس مجموعے ''الوثائق السیاسیۃ'' میں شامل کیا گیا ہے۔ جب کہ مدینے کی طرف ہجرت اور

وہاں ایک مستقل ریاست کی تشکیل کی بنا پر مسلمانوں کے قریش مکہ سے تعلقات میں پہلے سے موجود کشیدگی کی شدت میں اضافہ ہوگیا، جس کے نتیجے کے طور پر مسلمانوں اور قریش مکہ کے درمیان اُحد، خندق، حدیبیہ اور فتح مکہ کی جنگیں ہوئیں، ان جنگوں سے متعلق وثائق کو ایک خاص فصل میں جمع کردیا گیا، جب کہ صلح حدیبیہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف ممالک کے سربراہوں کے نام دعوتی اور تبلیغی خطوط و مکاتیب ارسال فرمائے، ان خطوط کے متعلق وثائق کو دو علیحدہ فصلوں میں جمع کردیا گیا، علاوہ ازیں رسول اللہ ﷺ نے متعدد قبائل عرب کو قریش کے مقابلے میں اپنا حلیف بنایا تھا، ان قبائل سے متعلقہ دستاویزات کو ایک علیحدہ فصل میں مدوّن کردیا گیا ہے۔((۴۱)

''الوثائق السیاسیۃ'' کی تالیف وتدوین کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ نے قانون بین الاقوام سے دلچسپی کے باعث ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے حصول کے لیے اسلامی قانون کے بین الاقوامی پہلو پر تحقیق کا آغاز کیا اور ۱۹۳۳ء میں جرمنی کی بون یونیورسٹی میں اپنا تحقیقی مقالہ پیش کرکے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی، بعدازاں یہ تحقیقی مقالہ جرمنی میں ۱۹۳۵ء میں شائع ہوا۔

اس کے بعد انہوں نے پی ایچ ڈی کی دوسری ڈگری کے حصول کے لیے فرانس کی سوبورن یونیورسٹی میں داخلہ لیا اور ۱۹۳۴ء میں اپنا دوسرا تحقیقی مقالہ پیش کیا، جو دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ نظری مباحث پر مشتمل ہے، جب کہ دوسرا حصہ ان دستاویزات پر مشتمل ہے، جو عہدِ نبویؐ اور خلافتِ راشدہ سے متعلق ہیں۔مقالے کا عنوان تھا:

"Diplomatie Musulman A 'P' Epoch an Prophete De 'l'slam et se Caliphes Othodoxes"

بعدازاں ڈاکٹر صاحب نے ان دستاویزات پر جو ان کے فرانسیسی مقالے کی دوسری جلد کا حصہ تھیں، مزید کام کیا اور ۱۹۴۱ء میں پہلی مرتبہ ان کا متن شائع کیا۔ یہ عہد نبوی ﷺ کی سیاسی دستاویزات کا جامع اور مقبول ترین مجموعہ ہے۔(۴۲)

پروفیسر ڈاکٹر خالد علوی لکھتے ہیں:

> الوثائق السّیاسیۃ کی تدوین سے جہاں اس عہد کی سیاسی و معاشرتی سرگرمیوں کا پتہ چلتا ہے، وہاں ان مستند نصوص کی موجودگی سے مسلمانوں کی علمی روایت کی صداقت اور ثقاہت بھی ثابت ہوتی ہے۔ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے کتابت کی روایت پر بھی بحث کی ہے، جو تقریباً مولانا مناظر احسن گیلانی کے استدلال کا خلاصہ ہے، اس سے انہوں نے ثابت کیا ہے کہ

کتابت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی علمی سیاست کا اہم جز تھا، لہٰذا یہ کہنا کہ کتابتِ حدیث بعد کے لوگوں کی اختراع ہے۔ایک علمی بہتان ہے۔(۴۳)

''الوثائق السّیاسیۃ'' میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدینؓ کے ان مکاتیب اور سیاسی وثیقہ جات کو جمع کیا ہے، جو سربراہانِ مملکت، سرداران قبائل، سربراہانِ اقوام کے نام مختلف اوقات اور حالات میں ارسال کیے گئے۔ان مکتوبات میں کچھ تبلیغی، کچھ تادیبی نوعیت کے ہیں اور بعض میں غیر مسلم حلیفوں کے ساتھ معاہدوں اور بعض میں عطایا کا ذکر ہے۔بعض میں ان جاگیروں کے لیے شرائط آبادکاری بھی ہیں اور ایک حصہ ان فرامین کا ہے، جن میں مطیع وفرماں بردار گروہوں کی پہلی جائیداد بھی بحال رہنے دی گئی اور ان کے پہلے مناصب میں بھی کسی قسم کا کوئی تصرف نہیں کیا گیا۔

عہدِ نبوی اور دورِ خلافتِ راشدہؓ کے ان وثائق اور مکاتیب کے فرامین و مکاتیب کو بھی دو حصوں میں منقسم کیا گیا ہے۔ایک حصے میں ان وثائق کا تذکرہ ہے جن کا تعلق روم سے ہے، جب کہ دوسرا حصہ فارس سے متعلق وثیقہ جات پر مشتمل ہے، جب کہ آخر میں ایک ضمیمہ ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب وہ فرامین درج ہیں جو یہود ونصاریٰ اور مجوس کے لئے تھے، جبکہ کتاب کا اختتام مصادر و مراجع، اشاریہ اور استدراک پر مشتمل ہے۔(۴۴)

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ نے ان مکاتیب و فرامین کی جمع و تدوین میں دنیا کے مختلف علمی مراکز، کتب خانوں، قدیم و جدید مصادر و مراجع اور علمی اداروں سے بھرپور استفادہ کیا۔اس کے لیے اسلامی دنیا اور مغرب کے مختلف ممالک کے دورے کیے۔عہدِ نبوی اور خلافتِ راشدہؓ کے وثائق اور مکاتیب کو مرتب اور مدون کرنے میں تمام ممکنہ وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے متعلقہ موضوع پر ایک علمی اور گراں قدر دستاویز پیش کی، جو اہلِ علم و دانش کے لیے ہمیشہ ایک علمی اور اساسی مصدر کے طور پر بنیادی کام دیتی رہے گی۔

''الوثائق السّیاسیۃ'' کے مقدمے میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ دورِ نبوی ﷺ کے سیاسی وثیقہ جات اور مکاتیب کی تدوین کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے رقم طراز ہیں:

وبعد فلا شكّ انّ العهد النّبويّ علىٰ صاحبه الصّلاة والسّلام كان عهداً ذا نتائج هامّة فى تاريخ العالم السياسى والدّينى والاقتصادى و غير ذٰلك ولما كان غير ممكن ان نفهم الحالة السياسية فى عصر من العصور الا بمراجعة الوثائق الرسمية اللّتى تتعلق بذٰلك العصر وهى من اجلّ المآخذ للحقائق التاريخية، كان من الضرورى ان نّجمع الوثائق المتعلقة بالعصر النّبوى

حتّٰی یتسنی لنا أن نفهمه فهماً صحیحاً (۴۵)

بلاشبہ دنیا کی تاریخ میں عہدِ نبوی سیاسی، دینی اور اقتصادی لحاظ سے ممتاز ہے، لیکن اس عہد کی تاریخ قلم بند کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کی تدوین کے بغیر چارہ نہیں، اس سے متعلق بنیادی اور اہم مآخذ وہی ہیں، لہٰذا ہم نے اس بنیادی ضرورت کے تحت عہدِ نبویؐ کے فرامین و معاہدات اور وثیقہ جات کو جمع کرنا ضروری سمجھا۔

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، ان وثیقہ جات کو ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ نے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے:

۱۔ دورِ نبوی کے معاہدات و مکتوبات۔

۲۔ دورِ خلافتِ راشدہؓ کے معاہدات و وثیقہ جات۔

دورِ نبوی کے فرامین و وثیقہ جات کو بھی ایک زمانی ترتیب کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے، جب کہ خلفائے راشدینؓ کے فرامین کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، ایک حصے میں ان دستاویزات اور وثائق کا تذکرہ ہے جن کا تعلق روم سے ہے، دوسرا حصہ اہلِ فارس سے متعلق فرامین و وثائق پر مشتمل ہے۔ (۴۶)

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ نے جن مکاتیب اور دستاویزات کو ''الوثائق السّیاسیۃ'' میں جمع کیا ہے، ان میں زیادہ تر سیاسی اور سرکاری حیثیت کی حامل ہیں۔ ''الوثائق السّیاسیۃ'' میں جمع کردہ دستاویزات کو درج ذیل حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ سرکاری معاہدات۔

۲۔ دعوتِ اسلام کے لیے خطوط و مراسلات، خصوصاً سربراہانِ مملکت کی طرف لکھے گئے خطوط۔

۳۔ سرکاری عہدے داروں کی تقرری اور اختیارات سے متعلق حکم نامے۔

۴۔ اراضی کی الاٹمنٹ کی دستاویزات۔

۵۔ امان اور وصیت ناموں سے متعلق مکاتیب اور تحریریں۔

۶۔ ایسی دستاویزات اور تحریریں جن میں بعض افراد کو خصوصی اختیارات اور حقوق دیئے گئے۔

۷۔ متفرق مراسلات جو کہ رسول اکرم ﷺ کے مراسلات کے جواب میں موصول ہوئے۔ (۴۷)

''الوثائق السّیاسیۃ'' میں مدون کردہ عہدِ نبوی کی دستاویزات کی تعداد حسب ذیل ہے:

☆ معاہدات۔ ۷۰

☆ تبلیغی اور دعوتی نوعیت کے خطوط اور اس سے متعلق مکاتیب۔ ۴۲

☆ مختلف سرکاری حکم نامے۔ ۵۶

☆ اراضی کی الاٹمنٹ کے احکام۔۳۶

☆ امان نامے۔۱۴

☆ خصوصی استثناآت۔۲

☆ متفرق مکاتیب۔۳۳(۴۸)

جبکہ عہد خلافتِ راشدہؓ کے سرکاری خطوط، مکاتیب اور دستاویزات اس کے علاوہ ہیں۔

کتاب کے آخر میں ایک ضمیمہ ہے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب وہ فرامین درج ہیں، جو یہود و نصاریٰ اور مجوس کے لئے تھے۔ آخر میں مصادر و مراجع اور اشاریہ ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر/ رسول اکرم کی سیاسی زندگی، کراچی، دارالاشاعت، اشاعتِ ہفتم، ۱۹۸۷ء، ص ۳۱۱

۲۔ قاضی اطہر مبارک پوری، تدوینِ سیر و مغازی، لاہور، بیت الحکمت، ۲۰۰۵ء، ص ۱۱۵

۳۔ ابوسعد السمعانی، کتاب الانساب، مطبوعہ حیدرآباد دکن، ۱۰/ ۲۶۵، قاضی اطہر مبارک پوری، تدوین سیر و مغازی، ص ۱۱۵

۴۔ ابن قتیبہ/ المعارف، مطبوعہ مصر، ص ۲۳۴، نیز دیکھیے: قاضی اطہر مبارک پوری/ تدوین سیر و مغازی، ص ۱۱۶

۵۔ دیکھیے: تدوین سیر و مغازی، ص ۱۱۶۔۱۲۰

۶۔ ابوعبید، قاسم بن سلام/ کتاب الاموال، مطبوعہ مصر، ص ۳۳۸

۷۔ بلاذری، ابوالحسن، احمد بن یحییٰ/ فتوح البلدان، مطبوعہ قاہرہ، ص ۷۶، بحوالہ: قاضی اطہر مبارک پوریؒ، تدوینِ سیر و مغازی، ص ۱۲۳

۸۔ قاضی اطہر مبارک پوری/ تدوین سیر و مغازی، ص ۱۲۹

☆ Muhammad Hamidullah, Dr/ The First Written Constitution in the World, Lahore, 1975, P:41

نیز مزید دیکھیے: محمد حمید اللہ، ڈاکٹر/ عہد نبوی میں نظامِ حکمرانی، کراچی، اردو اکیڈمی، ۱۹۸۷ء، ص ۷۶

☆ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر/ رسول اکرم کی سیاسی زندگی، کراچی، دارالاشاعت، ۱۹۸۷ء، ص ۲۵۵

☆ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر/ خطباتِ بہاول پور، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، ۱۹۹۲ء، ص ۲۳۶

۱۰۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر/ عہدِ نبوی ﷺ میں نظام حکمرانی، ص ۷۷

11. Ameer Ali/ The Sprit of Islam, Karachi, 1969, P:58

۱۲۔ رضوی، سیّد محمد محبوب احمد، مولانا/ مکتوباتِ نبوی، لاہور، گوہر پبلی کیشنز، ص ۲۹

۱۳۔ ایضاً ص ۳۱

۱۴۔ دیکھئے: طبری، ابوجعفر محمد بن جریر/ تاریخ الرسل والملوک، قاہرہ، دارالمعارف ج ۲، ص ۶۵۴۔ زرقانی محمد بن عبدالباقی/ شرح مواہب اللدنیہ، مصر، المطبعۃ الازہریۃ، ج ۳، ص ۲۴۔ محمد حمید اللہ/ الوثائق السیاسیۃ، مصر، لجنۃ التالیف والترجمۃ، ۱۹۴۱ء، ص ۴۵ نیز دیکھئے ص ۲۶ و ص ۴۹۔ محمود شیت خطاب/ سفراء النبیؐ، جدہ، دارالاندلس، ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶، ج ۱، ص ۷۳، ۱۱۹

۱۵۔ رضوی، سید محبوب احمد، مولانا/ مکتوبات نبویؐ، ص ۳۲

۱۶۔ رضوی، سید محبوب احمد، مولانا/ مکاتیب نبویؐ ص ۳۲۔۳۳

۱۷۔ ایضاً ص ۳۵

۱۸۔ دیکھئے: علی بن حسین علی الاحمدی/ مکاتیب الرسولؐ۔ ص ۱۱، ۱۲

۱۹۔ رضوی، سید محبوب احمد، مولانا/ مکاتیب نبویؐ ص ۳۶

۲۰۔ صدیقی، پروفیسر یٰسین مظہر/ عہد نبوی کا نظامِ حکومت، لاہور، الفیصل ناشران، ۱۹۹۴ء ص ۲۱، نیز دیکھئے: ابن سعد/ الطبقات الکبریٰ جلد اول، بیروت، دار بیروت للطباعۃ والنشر، ۱۳۹۸ھ۔ الکتانی، محمد عبدالحی بن عبدالکبیر الادریسی/ نظام الحکومۃ النبویۃ المسمیٰ بالتراتیب الاداریۃ، بیروت، دارالکتب العلمیۃ، ۱۴۲۲ھ

۲۱۔ دیکھئے محمود شیت خطاب/ سفراء النبی ا، ج ۱، ص ۲۴۹۔۲۶۸

۲۲۔ صدیقی، پروفیسر یٰسین مظہر/ عہد نبوی کا نظامِ حکومت، ص ۲۲

۲۳۔ ایضاً حوالہ بالا

۲۴۔ ایضاً ص ۲۳

۲۵۔ ابوالحسن اعظمی/ کاتبینِ وحی، کراچی، زمزم پبلشرز، ۲۰۰۳ء، ص ۱۷

۲۶۔ قاضی اطہر مبارک پوری/ تدوینِ سیر و مغازی، ص ۱۱۱

۲۷۔ ابن سعد/ الطبقات الکبریٰ، مطبوعہ بیروت، ج ۷، ص ۹۴، نیز دیکھیے: قاضی اطہر مبارک پوری/ تدوین سیر و مغازی، ص ۱۱۱

۲۸۔ ابن ندیم/ الفہرست مطبوعہ مصر، ص ۱۴۷

۲۹۔ محمد عبدالشہید نعمانی، ڈاکٹر/ فرامینِ نبوی ﷺ، ترجمہ و شرح مکاتیب النبی تالیف امام ابوجعفر دیبلی، کراچی، الرحیم اکیڈمی، ۱۹۸۶ء، ص ۱۵

۳۰۔ صلاح الدین المنجد/ معجم ما الف عن رسول اللہ ﷺ، بیروت، دارالکتب الجدید، ۱۴۰۲ھ، ص ۱۶۴

۳۱۔ محمد عبدالشہید نعمانی، ڈاکٹر/ فرامینِ نبویؐ ص ۲۱

۳۲۔ صلاح الدین المنجد/ معجم ما الف عن رسول اللہ ﷺ، ص ۱۶۴

۳۳۔ محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی/ الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ، قاہرہ، مطبعۃ القدسی ۱۳۵۳ھ، ص ۵۳۸

۳۴۔ صلاح الدین المنجد/معجم ما الف عن رسول اللہ ﷺ، ص ۱۶۴

۳۵۔ صلاح الدین المنجد نے ''معجم ما الف عن حیاۃ الرسولؐ'' میں اور برادرم پروفیسر ڈاکٹر محمد عبدالشہید نعمانی نے امام ابوجعفر دیبلیؒ کی تصنیف ''مکاتیب النبیؐ'' کے ترجمہ و تحقیق میں عہد نبوی کے فرامین اور وثائق پر لکھی گئی مختلف کتابوں کا تفصیلی تعارف کرایا ہے۔

۳۶۔ ایضاً ص ۳۱۱ جبکہ علی بن حسین بن علی الاحمدی نے اپنی کتاب مکاتیب الرسول میں ۳۱۶ مکتوبات گرامی کا تذکرہ کیا ہے (ملاحظہ ہو: علی بن حسین علی/مکاتیب الرسول، بیروت، دارالمہاجر) چنانچہ موصوف نے رسول اکرمؐ کے بعض مکتوبات گرامی کی موضوعاتی ترتیب پر ایک فہرست درج کی ہے جس میں مکتوب گرامی کا موضوع، مکتوب الیہم کے اسمائے گرامی، اور ان کے مصادر و مراجع کا مختصر تذکرہ کیا ہے، چنانچہ انہوں نے دعوت اسلام کے لئے لکھے گئے مکتوبات گرامی ۳۳، یہود مدینہ کے لئے ''مختلف معاہدات و امان ناموں پر مبنی مکاتیب ۴۴، اراضی کے حوالے سے لکھے گئے مکاتیب نبوی ۱۹ جبکہ دیگر مختلف موضوعات پر ۴۱ مکتوبات گرامی کا تذکرہ کیا ہے۔ (دیکھئے علی بن حسین علی الاحمدی/مکاتیب الرسولؐ۔ ص ۳۵۔۵۹)

۳۷۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر/رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی، ص ۳۱۱

۳۸۔ ایضاً ص ۳۱۱

۳۹۔ ایضاً حوالہ سابقہ ص ۳۱۱

۴۰۔ محمود احمد غازی، ڈاکٹر/ڈاکٹر محمد حمید اللہ، بیسویں صدی کے ممتاز ترین محقق (مطبوعہ مضمون، ڈاکٹر محمد حمید اللہ نمبر) ماہنامہ دعوہ اسلام آباد، مارچ ۲۰۰۳، ص ۲۹۔۳۰

۴۱۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر/الوثائق السیاسیہ، مصر، لجنۃ التالیف والترجمہ، ۱۹۴۱ء، ص ز

۴۲۔ محمد ضیاء الحق، ڈاکٹر/الوثائق السیاسیہ میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا تحقیقی منہج (مطبوعہ مقالہ) مجلّہ معارف اسلامی، کلیہ عربی و علوم اسلامیہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، جلد ۳، شمارہ ۱۰، جولائی ۲۰۰۳ء، ص ۲۹۷

۴۳۔ خالد علوی، ڈاکٹر/ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کی خدمت حدیث، مطبوعہ ماہنامہ دعوہ اسلام آباد، مارچ ۲۰۰۳ء، ص ۴۳

۴۴۔ بحوالہ: محمد عبداللہ، ڈاکٹر/ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ علمی روایات کے امین (مطبوعہ مقالہ ماہنامہ دعوہ اسلام آباد، مارچ ۲۰۰۳ء، ص ۶۶

۴۵۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر/الوثائق والسیاسیہ، ص ز

۴۶۔ ایضاً، محمد حمید اللہ، ڈاکٹر/الوثائق السیاسیہ، ص ی ج، ی د

۴۷۔ محمد ضیاء الحق، ڈاکٹر/الوثائق السیاسیہ میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا تحقیقی منہج، ص ۲۹۸

۴۸۔ ایضاً، ص ۲۹۹

مجدّدی ٹورز

Mujaddidi Tours

LIC No. 2393

Offer Special Umrah

2, 3, 4, 5 Star Packages

- تمام ڈومیسٹک (Domesttc) اور انٹرنیشنل (Internationl) ٹکٹ
- دبئی، ملائیشیا، سنگاپور، چین، تھائی لینڈ، مصر، ترکی، شام اور بنگلہ دیش کے ویزہ اور پیکیجز دستیاب ہیں۔
- ہر قسم کی سفری معلومات اور معاونت کے لئے ہم سے رجوع کریں۔

آپ کی خدمت کے لئے ہمہ وقت حاضر

فون: 009-221-4322435-6

فیکس: 009-221-4322438

موبائل: 0300-2855276

ای میل: faiz665@hotmail.com

faiz665@yahoo.com

Mujaddidi Tours

Off No. G - 8, Kawish Crown Plaza,

Shara - e - Faisal, Karachi, Pakistan

فرہنگ سیرت

﴿۶﴾

سید فضل الرحمٰن

اس سلسلے کی اقساط شمارہ ۸، ۹، ۱۲، ۱۸ اور ۲۰ میں شائع ہوچکی ہیں۔ ابتدائی دو قسطیں مزید اضافوں کے ساتھ کتابی شکل میں بھی شائع ہوچکی ہیں۔

باب الھمزہ

آبَارُ الأُثَایَۃ: اس نام کے متعدد کنوئیں ہیں، ان کو شرف الاثایہ بھی کہتے ہیں۔ آج کل ان کو آبار الشُفَیّۃ کہتے ہیں۔ مدینے کے راستے میں، مُسَیْجِید سے بدر کی طرف تقریباً ۳۴ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

آبَارُ علی: دیکھئے الحلیفہ

آبَارُ المدینۃ النبویۃ: دیکھئے بئر اور اس کے ذیل میں دیئے گئے کنویں۔

اَبَاطِحُ (ذات): دیکھئے اطلاح (ذات)

اُبَاغ: فرات سے شام کے راستے پر الانبار سے آگے ایک وادی

ابرق الرَّبذۃ: بنی ذُبْیَانُ کی منازل میں سے ایک جگہ۔

اَبْوَاط: دیکھئے بُوَاطُ

الاتَمۃُ: النقیع کی وادیوں میں سے ایک وادی۔ آج کل اس کو الیَتمۃُ کہتے ہیں۔ یہ مکے اور مدینے کے درمیان طریق الہجرۃ پر مدینے سے ۸۵ کلومیٹر دور ہے۔

اَثَافِی البُرْمَۃ: ہانڈی کا چولھا۔ واحد اُثْفِیّۃ۔ چولھے کے تین پایوں میں سے ایک پائے کو اُثْفِیّۃ کہتے ہیں۔ اور بُرْمَۃ ہنڈیا کو کہتے ہیں۔ یہاں وہ ہنڈیا مراد ہے، جس میں غزوۃ العشیرۃ کے موقع پر بطحاء ابن ازہر کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کیا گیا تھا۔